Vol. 5 No.2 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

امام محمد بن الحسن (132–189ھ) کی اصولی نگارشات

*منصور احمد
**پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمود اختر

ABSTRACT

Imam Muhammad ibn Hassan Shaybani is one of the most prominent names amongst the pioneers of writing and codification in Islamic history. He was the student of Imam Abu Hanifa and was fellow of Qadi Abu Yusuf and teacher of Imam Shafii. He was an expert in Hadith, fiqh, Arabic language and principles of Islamic jurisprudence. Imam Muhammad was the most notable author of principles of Islamic jurisprudence before Imam Shafii started writing about it. He has written on countless topics including fiqhi rulings and their sources, arguments, the methodology of ijtihad and deductions, qiyas and istihasan, mutlaq and muqayad, conflict and reconciliation, abrogation and linguistics discourses. This article is written with the aim to research about the book of Imam Shaibani about principles of Islamic jurisprudence. The author argues that there is a strong evidence that Imam Shaibani had written an exclusive book on principles of Islamic jurisprudence. Imam Muhammad has two books on the partial discussion of the principles of jurisprudence, Al-Ijtihad and Kitab al-Istihsan, arguments and evidences about them are also part of the article.And the books written by Imam Shaybani on jurisprudence and hadith are also full of principled discussions. A detailed look at these topics is also the purpose of the article.

***Keywords**: al-Shaybani, Usul e Fiqh, Hanfi, kutub e usul*

امام محمد بن الحسن الشيباني اسلام کے عہد تالیف وتصنیف کے اولین زمانے کے بہت بڑے فقیہ، محدث اور لغوی ہونے کے ساتھ ساتھ اصول فقہ کے بھی امام ہیں۔امام ابو حنیفہ کی فقہی مجلس کے رکن رکین، امام مالک اور قاضی ابو یوسف جیسے جلیل القدر اساتذہ کے قابل فخر شاگرد، عبد اللہ بن مبارک، امام زفر، حسن بن زیاد جیسے اساطین کے قابل رشک ہم سبق اور امام محمد بن ادریس الشافعی، محمد بن سماعۃ اور امام عیسی بن ابان جیسے ائمہ کے باکمال استاذ ہیں۔ امام ابو حنیفہ کی فقہی آراءوافکار کے جامع اور شارح ہیں۔ آپ کی کتب اور تحقیقات ہر زمانے میں اہل علم کے ہاں مقبول ومتداول رہیں اور اسی تداول ومقبولیت کے باعث آپ کی کتب جس بڑی تعداد میں آج بھی موجود ہیں قرن اول کے کسی اور مصنف کی کتب اس بڑی مقدار میں زمانے کی دست برد سے محفوظ نہیں رہ سکیں۔ امام محمد بن الحسن الشیبانی کی اصل شہرت فقیہ اور اصولی ہونے کی ہے، فقہ حنفی میں آپ کو مجتہد مطلق یا مجتہد فی المذہب کا مقام حاصل ہے اور آپ کی کتب فقہ حنفی کے اولین مآخذ شمار ہوتی ہیں۔اصول فقہ کے بارے میں معروف یہ ہے کہ طریقۃ الفقہاء یا طریقۃ الاحناف یہ ہے کہ ائمہ کی جزئیات سے اصول اخذ کیے جاتے ہیں اس لیے حنفیہ کے ائمہ نے مستقل اصولی کتاب تصنیف نہیں کی۔ اور علم اصول فقہ کی اولین تحریری کتاب امام محمد کے شاگرد جلیل امام محمد بن ادریس الشافعی کی مایہ ناز کتاب " الرسالۃ" ہے۔اس باب میں ایک اور بات جس کے خلاف کوئی معتدبہ رائے نہیں گئی وہ یہ ہے کہ ہر مجتہد اصولی بھی ہوتا ہے اور وہ اپنے اجتہاد میں کسی اصولی منہج کو پیش نظر رکھتا ہے اس لیے فقہاء صحابہ وتابعین کے اجتہادات میں اصولی مناہج کی تعیین پر مستقل کتب موجود ہیں۔اس لیے امام شافعی سے پہلے ان اصولوں پر بات چیت اور تکلم کے وجود پر شواہد پیش کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے البتہ امام شافعی سے پہلے علم اصول فقہ تحریری صورت میں بھی کسی درجے میں موجود تھا یا نہیں؟

اس سوال پر گفتگو ہو سکتی ہے اور محقق بات یہ ہے کہ موجود ومتداول، منظم ومرتب اور جامع کتاب ہونے میں " الرسالۃ" ہی اولیت کے اعزاز کی حقدار ہے لیکن اس سے پہلے اصولی تحریرات کے وجود سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت عمر کے جناب ابو موسی اشعری کے نام معروف مکتوب سے امام شافعی تک مستقل

---

* لیکچرار گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ

** ہیڈ ڈیپارٹمنٹ اسلامی فکر وتہذیب ,گفٹ یونیورسٹی گوجرانوالہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.2 2021

اصولی کتب، جزوی مباحث پر کتب، حدیث وفقہ کی کتب کے اندر اصولی ابحاث اور اہل علم کے مکاتیب میں علم اصول فقہ کی مباحث پر مشتمل تحریرات موجود ہیں۔ زیر نظر مضمون میں ان میں سے صرف امام محمد کی اصولی نگارشات کی ایک تصویر پیش کی جائے گی۔

امام محمد کی اصولی تحریرات کو درج ذیل تین اقسام میں شمار کیا جاسکتا ہے

(1) اصول فقہ پر مستقل کتاب

(2) اصول فقہ کی جزوی مباحث پر تصانیف

(3) فقہ وحدیث کی کتب میں ضمنی طور پر مندرج اصولی ابحاث واشارات

سطور ذیل میں ان تینوں اقسام پر بالترتیب بحث کی جائے گی۔

امام محمد بن حسن شیبانی کی مستقل اصولی تصنیف

دو کتب کے علاوہ امام محمد کی اصول فقہ میں ایک مستقل کتاب بھی تھی جس کا نام "کتاب أصول الفقه" تھا۔ ابن ندیم نے امام محمد کی کتب کے تذکرے میں اس کی تصریح کی ہے۔(1)

ابو الحسین بصری (م ٤٣٦ھ) نے "المعتمد فی أصول الفقه" میں امام محمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے چار ادلہ کو اصول فقہ شمار کیا ہے۔(2)

ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم فرماتے ہیں کہ ابو الحسین بصری نے یہ امام محمد کی کتاب کی تلخیص پیش کی ہے۔(3)

جدید محقق صفوان داؤدی نے اپنی شاندار تحقیق کے نتائج ان الفاظ میں پیش کیے ہیں

> "قلت والأرجح عندي والله اعلم أن أول من ألف في أصول الفقه محمد بن الحسن الشيباني فقد ذكر ابن نديم في الفهرست أن له كتاب أصول الفقه وكتاب الاستحسان، لكن الذي يظهر أن كتابه في الأصول لم ينتشر ولم يتداول والا لثبتت نسبة الأولية اليه فلعل كتابه فقد في حياته أو بعد موته بمدة قريبة" (4)
>
> "میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ اصول فقہ میں سب سے پہلی تصنیف امام محمد بن حسن شیبانی کی ہے ابن ندیم نے بھی ان کی اصول الفقہ اور کتاب الاستحسان کا تذکرہ کیا ہے لیکن جو بات واضح ہے وہ یہ کہ ان کی اصولی کتاب متداول نہیں ہوئی۔ شاید ان کی زندگی میں یا موت کے بعد قریبی زمانے میں ہی ان کی کتاب مفقود ہو گئی وگرنہ اولیت کی نسبت یقیناً اس کی طرف ثابت ہو جاتی۔"

جزوی مباحث پر امام محمد کی اصولی کتب

علم اصول فقہ کی ذیلی اور جزوی مباحث پر امام محمد کی دو کتابوں کے شواہد کتب کی تاریخ پر مشتمل کتابوں میں موجود ہیں جو حسب ذیل ہیں

(1) کتاب الاستحسان

یہ حنفیہ کے جلیل القدر امام محمد بن الحسن الشیبانی کی تصنیف ہے۔ جس میں انہوں نے قیاس کی حجیت کو بیان کیا ہے۔ ابن ندیم نے "الفہرست" میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔(5)

الگ سے اس نام سے کوئی کتاب امام محمد کی طرف منسوب آج میسر نہیں ہے۔ لیکن "المبسوط" کی تیسری جلد میں کتاب الاستحسان کے نام سے ایک کتاب موجود ہے۔ اردن یونیورسٹی کے کلیۃ الشریعہ کے ایسوسی ایٹ پروفیسر عارف عزالدین حامد حسونہ کی نگرانی میں ایک یورپی محقق اوزلیم کاہیا اونجل نے اپنے ڈاکٹریٹ کا مقالہ "الاستحسان في كتاب الأصل لمحمد بن حسن الشيباني" کے عنوان پر لکھا ہے۔(6)

عین ممکن ہے کہ ابن ندیم کے پیش نظر بھی یہی کتاب الاستحسان ہو۔المبسوط میں موجود کتاب الاستحسان تقریباً سوا سو صفحات پر مشتمل ہے اور المبسوط کی تیسری جلد میں مطبوع ہے۔(7)

اس کتاب میں امام محمد نے فقہ کے مختلف ابواب سے تعلق رکھنے والے ان مسائل کو جمع کیا ہے جن میں حنفیہ نے استحسان کی بنیاد پر فیصلہ دیا ہے۔

کتاب اجتہاد الرآی

امام محمد بن حسن الشیبانی کی تصنیف ہے۔ابن ندیم وغیرہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔یہ مستقل کتاب تھی لیکن اب یہ کتاب میسر نہیں۔(8)

ان مستند تاریخی شواہد سے اور امام محمد کی کتب فقہ میں منتشر اصولی ابحاث سے اور ان کے تلامذہ عیسی بن ابان اور امام شافعی وغیرہ کی اصولی کتب سے یہ بات بالکل قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ امام محمد نے علم الأصول پر ایک مستقل اور جامع کتاب تحریر فرمائی تھی جو حوادث زمانہ کی نظر ہوگئی اور ہم تک نہیں پہنچی۔لیکن علم اصول فقہ کی تحریر وکتابت کے تاریخی ارتقاء وتسلسل کا یہ اہم سنگ میل ہے کہ جہاں سے گزر کر یہ علم مقالات ومحاضرات،خطوط ورسائل اور ضمنی مباحث سے گذر کر مستقل اور مدون کتب کی منزل تک پہنچتا نظر آتا ہے۔

امام محمد بن حسن شیبانی کی کتب میں اصولی آثار

ان سطور میں امام محمد بن حسن کی دیگر فقہی کتب میں مذکور اصولی آثار ومباحث پیش کی جائیں گی۔امام محمد کی معروف اور میسر فقہی تالیفات درج ذیل ہیں۔

(۱)......الأصل جو کہ "المبسوط" کے نام سے معروف ہے

(۲) ......الجامع الکبیر

(۳) ......الجامع الصغیر

(۴)...... السیر الکبیر

(۵) ......السیر الصغیر

(۶)...... الحجۃ علی اہل المدینۃ

(۷)...... الزیادات

(۸)......الآمالی

(۹)...... الاکتساب فی الرزق المستطاب

(10)...... الموطا(بروایۃ محمد بن الحسن)

یہ تالیفات بعض اہم اصولی قواعد اور آثار پر مشتمل ہیں جو اگرچہ ان کتب میں منتشر شکل میں ہیں اور بعض بطور اشارہ کے مذکور ہیں مگر ادلہ سے احکام کے استنباط میں امام محمد جس منہج پر چلے ہیں یہ آثار واضح طور پر اس طریق کو روشن کر دیتے ہیں۔اور یہ منہج بعد میں ایک اساس اور بنیاد بن گیا جس پر علماء اصول خصوصاً احناف نے علم اصول فقہ میں اپنی مستقل کتب میں اعتماد کیا۔ان قواعد اور اصول کو پانچ بنیادی موضوعات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) ادلہ سے متعلق مباحث

(۲)احکام سے متعلق مباحث

(۳)عوارض ادلہ سے متعلق مباحث

(۴)اجتہاد سے متعلق مباحث

(۵)ترجیح سے متعلق مباحث

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.2 2021

سطور ذیل میں ان پانچوں موضوعات کے تحت امام محمد کی اصولی نگارشات جو ان کی فقہی کتب میں جابجا منتشر ہیں ترتیب سے ذکر کی جائیں گی۔

(1)ادلہ سے متعلق اصولی آثار

(ا) کتاب اللہ سے استدلال، ماسوا پر اس کی تقدیم اور نصوص کے ظاہر پر عمل

امام محمد کا منہج آیات قرآنیہ سے استدلال اور حکم کی ان کی طرف نسبت کرنے پر قائم ہے۔ اور یہ منہج ان کی کتب کے ورق ورق سے عیاں ہے اور وہ اس کی تعبیر کبھی ان الفاظ میں کرتے ہیں

"والأصل في هذا"(9)

یعنی اصل اس میں یہ ہے۔

اور وہ قراءت شاذہ کی حجیت کے قائل تھے۔ اسی وجہ سے جب ان سے کفارہ یمین کے روزوں میں تتابع (لگاتار رکھنے) سے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے حضرت ابن مسعود کی قرأت کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کے وجوب کا فتوی دیا۔

"فصيام ثلاثة أيام متتابعات" (10)

(۲) سنت سے استدلال اور اس کے ظاہر پر عمل

احادیث نبویہ سے بھی امام محمد کثرت سے استدلال کرتے ہیں اور حکم کی اس کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات اسے یوں تعبیر فرماتے ہیں "والأصل فيه" (11)

یا یہ کہ وہ حدیث سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور پھر تعلیقاً کہتے ہیں "وبهذا نأخذ" (12)

امام محمد کا منہج حدیث صحیح سے استدلال اور اسی پر اکتفاو توقف پر قائم تھا۔ اہل مدینہ سے مناقشہ میں امام محمد نے اپنے اس منہج کی تصریح کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ

"فهل عندكم اثر عن النبي صلى الله عليه وسلم أو عن أحد من أصحابه فلو كان عندكم لاحتججتم به علينا" (13)

یعنی تمہارے پاس کوئی حدیث رسولa یا اثرِ صحابی ہے۔ اگر ہو تو تم ہمارے خلاف دلیل قائم کرو۔

رویت ہلال کے مسئلہ میں انہوں نے جب حضورa کا ایک اعرابی کی گواہی قبول کرنے کا ذکر کیا تو اس قول سے خبر واحد کی حجیت کی صراحت فرمائی چنانچہ لکھتے ہیں

"فهو يدلّ على أن شهادة الواحد في أمر الدين جائزة" (14)

یعنی یہ اس بات پر دال ہے کہ دین کے معاملہ میں ایک شخص کی گواہی بھی قابل قبول ہے۔

امام محمد نے اس حدیث سے استدلال کے ساتھ مزید اضافہ یہ کیا ہے کہ وہ اس کے کے تحت مختلف دلائل لائے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرات صحابہ خبر واحد پر عمل کرتے تھے۔

سنت سے متعلق اصولی قواعد و مسائل جن کو امام محمد نے اپنی کتب میں مختلف پیراؤں اور اسالیب میں بارہا واضح کیا ان میں سے چند درج ذیل ہیں

(ا) سنت کی قیاس پر تقدیم اور اگر قیاس سنت کے خلاف ہو تو امام محمد اس قیاس کو معتبر نہیں سمجھتے۔(15)

(۲) خبر واحد جب اصول کے خلاف ہو تو امام محمد اسے حجت نہیں مانتے۔(16)

(۳)"العبرة بما روى الراوي لا بما رأى"

یعنی راوی کے فہم کی بجائے اس کی روایت کا اعتبار ہوگا۔(17)

(۴) امام محمد بعض احادیث پر نقد کرتے ہیں اور ان پر حکم لگاتے ہیں اور ان کی علل بیان فرماتے ہیں۔(18)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.2 2021

3...... اجماع

اصول شریعت میں سے یہ تیسری اصل ہے اس کی طرف امام محمد نے اپنی کتاب میں کئی جگہ اشارہ فرمایا، بلکہ اس کی حجیت کی تصریح فرمائی ہے۔
بقدر حاجت کھانا باعث ثواب بھی ہے اور اگر حاجت کے مقدار ہی کھایا جائے تو وہ باعث حساب بھی نہیں بنتا حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن عباسn کا بھی یہی قول ہے۔ یہ مسئلہ ذکر کر کے امام محمد نے لکھا ہے کہ

"وکفی باجماعھم حجۃ" (19)

یعنی ان کا اجماع بطور حجت کافی ہے۔

اور دوسری جگہ فرمایا

"وحجتنا فی ذالک أن الصحابۃ رضوان اللّٰہ علیھم أجمعین ومن بعد ھم من التابعین والعلماء رحمھم اللّٰہ اتفقوا أن من افعال العباد ماھو مامور بہ أومندوب الیہ و ذالک عبادۃ لھم۔۔۔۔۔۔فعرفنا أن ھنا قسماً ثالثاً ثابتاً بطریق الاجماع" (20)

"اس مسئلہ میں ہماری دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرامn اور ان کے بعد حضرات تابعین اور علماء کرامn نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ افعال عباد میں سے جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے یا جو ان کے لیے مندوب ہو اور یہ ان کے لیے عبادت ہے...... تو ہم نے جان لیا کہ یہاں ایک تیسری قسم ہے جو اجماع کے طریقہ سے ثابت ہے۔"

اور اس کے حجیت کی دلیل کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا ہے کہ

"لا بأس بالصلاۃ فی شھر رمضان أن یصلی الناس تطوعا بإمام لأن المسلمین قد أجمعوا علی ذلک و رأوھا حسناً، قد روی عن النبیa أنہ قال: "و ما رآہ المؤمنون حسنا فھو عند اللّٰہ حسن وما رآہ المسلمون قبیحاً فھو عند اللّٰہ قبیح" (21)

"رمضان میں نماز میں کوئی حرج نہیں کہ لوگ امام کے پیچھے نفل نماز ادا کریں اس لیے کہ مسلمانوں کا اس پر جماع ہے اور انہوں نے اسے اچھا سمجھا ہے، اور حضور نبی کریم a سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا: کہ جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے اور جس کو مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی برا ہے۔"

اور وہ اجماع سے استدلال کرتے وقت کبھی صریح لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ مثلاً ان کا فرمان ہے کہ

"وھذا الامر المجمع علیہ عند الفقھاء" (22)

یعنی اس بات پر فقہاء کا اجماع ہے۔

اور ایک صریح تعبیر جو انہوں نے بارہا استعمال کی

"وذلک ثابت بالاجماع" (23)

یعنی یہ بات اجماع سے ثابت ہے۔

اور ان کا یہ قول بھی اجماع کی تصریح کیلئے ان کی ایک تعبیر ہے

"واجمعوا" (24)

ایک تعبیر یہ ہے

"لأن الفقہاء والعامۃ من المسلمین یجتمعون علی آنہ لا بأس باستئجار الارض عشر سنین" (25)

(اس لیے کہ فقہاء اور عام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ دس سال تک زمین اجرت پر لینے میں کچھ حرج نہیں۔)

اور بسا اوقات غیر صریح الفاظ میں بھی تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ ان کا یہ فرمان ہے کہ

"والذی لا اختلاف فیہ عندنا" (26)

یعنی جس میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اور ان کا یہ فرمان بھی غیر صریح تعبیر ہے

"ماکنت أظن أن بینَ الناس فی ھذا اختلافاً"(27)

یعنی میرا یہ گمان نہیں ہے کہ لوگوں میں اس بارے میں کوئی اختلاف ہے۔

غیر صریح الفاظ سے اجماع کی طرف اشارہ کرنے کیلئے امام محمد کی ایک تعبیر یہ ہے

"وھذا مالا اختلاف فیہ عند أہل العلم" (28)

یعنی اس میں اہل علم کا اختلاف نہیں ہے۔

ایک تعبیر یہ ہے

"ولیس فیہ اختلاف بین اہل العراق وبین اہل الحجاز"(29)

یعنی اس میں اہل عراق واہل حجاز کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

الفاظ کے فرق کے ساتھ ایک تعبیر یہ بھی ہے

"وقد اجتمعنا نحن واہل المدینۃ......"(30)

یعنی ہم اور اہل مدینہ متفق ہیں۔

4...... عمل الصحابۃ n

امام محمد بن حسن نے احکام و فتاویٰ میں جن اصول پر بنیاد رکھی ہے ان میں سے ایک یہ ہے اور انہوں نے اپنی کتاب الاکتساب کے خاتمہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے، چنانچہ فرمایا:

"وھذا الذی ثبت فی ھذا الکتاب قول عمر و عثمان و علی و ابن عباس و غیر ھم من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (31)

"یہ جو ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے حضرت عمر، حضرت عثمان حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن عباس n وغیرہ حضرات صحابہ کرام n کا قول ہے۔"

امام محمد کی کتب میں صحابہ کرام کے اقوال وافعال سے استدلال اور اس کی تصریح بکثرت موجود ہے۔ کسی مسئلہ میں آثار صحابہ کو دلیل بنانے کیلئے امام محمد بالعموم

"والأصل فی ہذا" (32)

کہتے ہیں اور اس کے بعد اثر صحابی ذکر کرتے ہیں۔ یا اثر پہلے نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد کہتے ہیں

"وبہذا نأخذ"(33)

آثار صحابہ سے استدلال کے باب میں امام محمد نے درج ذیل تین اصول بھی واضح کیے ہیں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.2 2021

(أ)امام محمد صحابہ کے اقوال میں ترجیح سے کام لیتے ہیں۔اکابر صحابہ مثلاً حضرات خلفاء اربعہ، حضرت عبد اللہ بن مسعودn کے اقوال کو اصاغر صحابہ حضرت ابوہریرہ اور ابن عمر وغیرہ کے اقوال پر ترجیح دیتے ہیں۔(34)

(ب)امام محمد نے صحابی کے قول کے قیاس پر مقدم ہونے کی جانب بارہا اشارات فرمائے۔(35)

(ج)صحابی کا قول اگر کسی اور صحابی کے قول کے معارض ہو تو واضح وجہ ترجیح یا تطبیق نہ ہونے تک اس سے استدلال نہ ہو گا۔(36)

5......استحسان

امام محمد نے اپنی کتب میں جن دلائل پر اعتماد کیا ہے ان میں کثیر الوقوع دلیل استحسان ہے۔
بلکہ انہوں نے ایک مستقل کتاب باندھی ہے جس کا نام رکھا"کتاب الاستحسان" رکھا۔(37)
جس کے ضمن میں ایسی فروع لائے ہیں جن میں حنفیہ نے استحسان کا حکم لگایا ہے۔امام محمد بہت سارے مسائل قیاس کی نبیاد پر بیان کرتے ہیں، پھر وہ استحسان کی بنیاد پر بیان کرتے ہیں اور عمل میں استحسان کو مقدم رکھتے ہیں۔(38)

6...... العرف

امام محمد نے اپنی کتب میں ایک سے زائد مقامات پر اس سے استدلال کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔بلکہ انہوں نے مشہور قاعدہ کی تصریح کی ہے۔
"الثابت بالعرف کالثابت بالنص" (39)
یعنی عرف سے ثابت نص سے ثابت کی طرح ہوتا ہے۔

7...... مصلحتِ عامہ

امام محمد نے احکام وفتاویٰ میں جن اصول پر بنیاد رکھی ہے ان میں سے ایک مصلحت عامہ بھی ہے، حضرۃ الامام نے اپنے اس فرمان میں اس کی تصریح کی ہے۔
"وان علم بموادعتہ قبل مضی السنۃ، فانہ ینظر فی ذالک، فان کانت المصلحۃ فی امضاء تلک الموادعۃ أمضاھا و أخذ المال فجعلہ فی بیت المال وإن رأی المصلحۃ فی ابطالھا ردالمال إلیھم ثم نبذ الیھم و قاتلھم"(40)

8......قیاس

امام محمد نے جن ادلہ کو بکثرت مستدل بنایا ہے ان میں سے ایک قیاس ہے کئی جگہ وہ اس کی تصریح فرماتے ہیں۔چنانچہ فرماتے ہیں
"وفی القیاس" یا "علی القیاس"
یا کسی مسئلہ یا فقہی فرع کا حکم بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں
"ھذا قیاس قول أبی حنیفۃ"
یعنی امام ابو حنیفہ e کے قول کا قیاس یہ ہے
یا "قیاس قول أبی یوسف"
یا "قیاس قول أبی حنیفۃ و أبی یوسف"
یا "قیاس قول محمد"

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.2 2021

اور امام محمد نے اس دلیل کی حجیت کی طرف ایک سے زائد مقامات پر اشارہ فرمایا ہے اور بیان فرمایا ہے کہ قیاس پر اعتماد درست ہے اس شرط کے ساتھ کہ مسئلہ قیاسی ہو اس میں کوئی اثر وارد نہ ہوا ہو۔ تو مجتہد اس کا حکم ایسے مسئلہ پر قیاس کرتے ہوئے تلاش کرے جس سے متعلق آثار وارد ہوئے ہوں۔
اس سے متعلق ان کے صریح اقوال میں سے یہ ہے۔

"لولا ما جاء من الآثار کان القیاس علی ما قال اہل المدینۃ و لکن لا قیاس مع اثر و لیس ینبغی الا أن ینقاد للآثار"

(41)

"اگر آثار میں سے کچھ وارد نہ ہوا ہو تو اہل مدینہ کے قول کے مطابق قیاس ہوگا، لیکن اثر کے ہوتے ہوئے قیاس نہیں ہو سکتا۔"

2......احکام سے متعلق اصولی آثار

1...... فرض اور واجب

امام محمد بن حسنe نے بعض ایسے احکام کی جانب اشارہ فرمایا ہے جو فرض و واجب سے متعلق ہیں۔
درج ذیل قول میں وہ فرض کی دو قسمیں اور ان کا حکم بتا رہے ہیں

"الفرض نوعان فرض عین و فرض کفایۃ ففرض العین ما یتعین علی کل أحد إقامتہ نحو أرکان الدین و فرض الکفایۃ ما إذا قام بہ البعض سقط عن الباقین لحصول المقصود وإنہ إذا اجتمع الناس علی ترکہ کانوا مشترکین فی المأثم کالجہاد" (42)

(فرض کی دو قسمیں ہیں، فرض عین اور فرضِ کفایہ، فرض عین وہ ہے کہ جس کا کرنا علی التعیین ہر ایک پر ضروری ہو، جیسے ارکان اسلام، اور فرض کفایہ وہ ہے جب کچھ اسے ادا کر لیں تو مقصد حاصل ہو جانے کی وجہ سے باقیوں سے ساقط ہو جائے۔ اور اگر سب کے سب اس کے ترک پر جمع ہو جائیں تو سب گناہ میں شریک ہوں گے جیسے جہاد ہے۔)

امام محمد نے اس فرمان میں
"وما لا یتأتی اقامۃ الفرض اِلا بہ یکون فرضاً فی نفسہ"(43)
(یعنی جس کے بغیر فرض کی ادائیگی نہ ہو وہ بذات خود فرض ہوگا۔)
درج ذیل مشہور اصولی قاعدہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے
"ما لا یتم الواجب اِلا بہ فھو واجب"
یعنی جس کے بغیر واجب مکمل نہ ہو وہ بھی واجب ہوتا ہے۔

2......تحریم

حضرۃ الامام نے تحریم سے متعلق بعض اصول و قواعد کی تصریح فرمائی۔ مثال کے طور پر یہ قاعدہ ہے کہ
"ما یتطرق اِلیہ بارتکاب الحرام فھو حرام"(44)
یعنی جو حرام کے ارتکاب کی طرف لے جائے وہ خود حرام ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.2 2021

3...... عزیمت اور رخصت

امام محمد نے اپنی کتب میں ان دو حکموں کی طرف کئی جگہوں پر اشارہ فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک ان کا یہ فرمان ہے

"وقال بعض المتقشفۃ السؤال مباح لہ بطریق الرخصۃ فان ترکہ حتی مات لم یکن آثمالانہ متمسک بالعزیمۃ"

(45)

"بھیک مانگنا رخصت کے طریق پر جائز ہے اگر سوال نہ کیا اور مر گیا تو گناہ گار نہ ہو گا۔ کیونکہ وہ عزیمت کی راہ پر چلنے والا ہے۔"

دوسری مثال ان کا یہ فرمان ہے

"فکان تناول ھذہ النعم رخصۃ والامتناع منھا عزیمۃ" (46)

یعنی ان نعمتوں کا حصول رخصت اور ان سے رکنا عزیمت ہے۔

3...... عوارض ادلہ سے متعلق اصولی آثار

1 ...... حقیقت اور مجاز

امام محمد نے ان کے بعض احکام کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ بات بیان کی ہے کہ اصل خطابِ شرع کو حقیقت پر محمول کرنا ہے اور بغیر کسی قرینہ کے اسے مجاز کی طرف لے جانا جائز نہیں ہے۔

لفظ کے حقیقت پر محمول کرنے کے وجوب پر ان کا وہ قول بہترین مثال ہے جو انہوں نے ان آیات کی تعلیق کے دوران بیان کیا ہے جو آیات کسب و بیع کے جواز پر دلیل ہیں۔

"وإنما یحمل کلام صاحب الشرع عند الاطلاق علی مایتفاھمہ الناس فی مخاطبتھم لأن الشرع إنما خاطبنا بما نفھمہ
ولفظۃ البیع والشراء حقیقۃ للتصرف فی المال بطریق الاکتساب والکلام محمول علی حقیقۃ لا یجوز ترکھا إلی نوع من
المجاز إلا عند قیام الدلیل" (47)

"صاحب شریعت کا کلام اطلاق کے وقت اسی پر محمول ہو گا جو لوگ آپس کے خطابات سے سمجھتے ہیں کیونکہ شریعت نے ہمیں ایسے انداز سے خطاب کیا جسے ہم سمجھتے ہیں۔ اور بیع و شراء کا لفظ اکتساب کے طریق پر مال میں تصرف کے لیے حقیقت ہے اور کلام حقیقت پر محمول ہوتا ہے، حقیقت کو چھوڑ کر مجاز کو اختیار کرنا جائز نہیں الا یہ کہ کوئی دلیل قائم ہو جائے۔"

اور دلیل کے ہوتے ہوئے لفظ کو مجاز کی جانب پھیرنے کے جواز کی عمدہ دلیل امام محمد کا اللہ تعالیٰ کے فرمان

"إِنَّ اللهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ" (48)

کی تفسیر میں یہ قول ہے

"فقد قام الدلیل علی أن المراد بہ المجاز" (49)

یعنی دلیل قائم ہو گئی کہ اس سے مراد مجاز ہے۔

2...... امر اور نہی

امام محمد نے امر و نہی سے متعلقہ بعض احکام کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔

(أ) مطلق امر جو قرائن سے خالی ہو وجوب کا تقاضہ کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

"فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ"(50)

کی تفسیر میں یہ قاعدہ ثابت فرمایا، چنانچہ فرمایا:

" والأمر حقيقة للوجوب" (51)

(ب) نہی کے بعد امر کا حکم

امام محمد فرماتے ہیں ک مخالفین کی رائے یہ ہے کہ امر بعد النہی اباحت کا تقاضا کرتا ہے جب کہ درست یہ ہے کہ اس کا اصل مقتضا وجوب کا ثبوت ہے۔(52)

(ج) اس بات کی طرف اشارہ کہ حضورa کا کسی امر کو کرنا یہ اس کے وجوب کی دلیل نہیں ہے جب تک کہ قول اس کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو، چنانچہ جب انہوں نے یہ ذکر کیا کہ جس جگہ احرام والا حلال ہوا ہے جب واپس لوٹے تو اس جگہ رات گذارنا واجب نہیں تو اس کے بعد فرمایا کہ

"ولو كان هذا من الواجب لقال فيه رسول اللهa واصحابه قولا أبين من الفعل حتى يعرفه الناس بالقول دون الفعل" (53)

"اگر یہ واجب ہوتا ہے تو حضورa اور حضرات صحابہ کرامn ایسی بات ضروری فرماتے جو فعل سے زیادہ واضح ہوتی تا کہ لوگ قول سے بات جان لیتے۔"

3...... عموم و خصوص

امام محمد نے عموم و خصوص سے متعلق بعض احکام کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

ان اشارات میں سے چند یہ ہیں

(أ) حضور نبی کریم a کی طرف متوجہ ہونے والے خطاب کی بابت فرمایا کہ یہ خطاب تمام امت کو عام ہے تنہا آپa کے ساتھ خاص نہیں ہے، توکل کے باب میں مخالفین کے استدلال کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ

"والخطاب وان كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم فالمراد منه امته" (54)

یعنی آیت "وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ" (55) میں خطاب اگرچہ رسول اللہa کو ہے لیکن مراد آپ کی امت ہے۔

(ب) عام کی تخصیص کے جواز کی طرف اشارہ، حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ k کے اکتساب کے چھوڑنے کے فعل سے استدلال کرنے والوں پر رد کرتے ہوئے فرمایا:

"ثم نقول إن الأنبياء عليهم السلام هذا ليس كغيرهم فقد بعثوا الدعوة الناس الى دين الحق و اظهار ذلك فكانوا مشغولين بما بعثوا من أجله" (56)

"حضرات انبیاء z اس معاملہ میں دوسرے لوگوں کی طرح نہیں تھے، بلاشبہ وہ تو لوگوں کو دین حق کی طرف بلانے اور اسی کے اظہار کے لیے مبعوث ہوئے تو وہ اپنے مقصدِ بعثت میں مگن رہے۔"

(ج) عام کے مخصصات کے استثناء کی طرف اشارہ کرنا چنانچہ انہوں نے کہا کہ تحریم سے استثناء اباحت کی دلیل ہے۔(57)

4...... اطلاق اور تقیید

ان سے متعلق چند اصولی آثار درج ذیل ہیں

(اً) لفظِ مطلق کو اس کے اطلاق پر محمول کرنا واجب ہے جبکہ کوئی مقیّد نہ ہو، انہوں نے مالکیہ کا کلام نقل کیا اس جماع سے متعلق جو مطلقہ ثلاث کے لیے زوج اوّل سے نکاح مباح کر دیتا ہے کہ انہوں نے اس جماع میں احصان کی قید لگائی ہے، اس کے بعد فرمایا

"فکیف قلتم ان جماع الاحصان یحلھا و جماع غیر الاحصان لا یحلھا؟ ھل سمعتم فی ھنا بآثر؟ انما جارت الآثاری سلۃ لیس فیھا جماع غیر الاحصان الا یحلھا؟ ھل سمعتم فی ھذا باثر؟ انما جاءت الآثار مرسلۃ لیس فیھا جماع احصان ولا غیرہ" (58)

"آپ یہ کیسے کہتے ہیں کہ محصن کا جماع تو اس مطلقہ کو زوج اول کے لیے حلال کر دیتا ہے اور غیر محصن کا نہیں کرتا، تم نے اس سے متعلق کوئی اثر سنا ہے۔ کیونکہ آثار تو عام ہیں ان میں جماع احصان اور غیر احصان کا فرق نہیں ہے۔"

یعنی بلا دلیل مطلق کو مقید نہیں کیا جا سکتا جب تک تقیید کی دلیل نہ ہو لفظ کو اس کے اطلاق پر محمول کرنا ہی واجب ہے۔

(ب) مطلق کو مقید پر محمول کرنا جائز ہے۔ جب کہ وہ دونوں حکم اور سبب میں متحد ہوں۔ ان کا یہ قول اس کی دلیل ہے۔

"و تبین فیما ذکرنا أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما تعوذ من الفقر المطلق وإنما تعوذ من الفقر المنسی علی ماروی فی بعض الروایات أنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم إنی أعوذبک من فقر منسی و من غنی یطغی إلا أنہ قید السؤال فی بعض الأحوال وأطلق فی بعض الأحوال ومرادہ ذلک أیضا ولکن من سمع اللفظ مطلقا نقلہ کما سمعہ"۔(59)

جو ہم نے بیان کیا ہے اس سے واضح ہو گیا ہے کہ رسول اللہa نے مطلق فقر سے پناہ نہیں مانگی بلکہ ایسے فقر اور تنگ دستی سے پناہ مانگی جو (یادِ خدا) بھلا دے، جیسا کہ بعض روایات میں منقول ہے کہ آپa نے دعا مانگی۔

"اللّٰھم انی اعوذبک من فقر منس و من غنی مطغ"

یعنی اے اللہ آپ سے (آپ کو) بھلا دینے والے فقر اور سرکش کر دینے والی مالداری سے پناہ چاہتا ہوں۔

مگر آپ نے بعض اوقات سوال کو مقید فرمایا اور وہی مراد لیا۔ لیکن جس نے لفظ مطلق سنا تو اس نے ویسے ہی نقل کر دیا جیسے سنا۔

5...... تاویلِ صحیح

امام محمد بن حسن کئی بار یہ وضاحت فرماتے ہیں کہ نص کے ظاہر سے جو معنیٰ مفہوم ہو رہے ہیں وہ مراد نہیں بلکہ وہ کسی اور معنیٰ پر محمول ہے جس پر قرائن و دلائل موجود ہیں، ایسے مقامات میں سے ان کا اس آیت کریم کی تاویل کرنا ہے۔

"وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ" (60)

یعنی اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ کہ اس سے مراد بارش ہے اور سلف نے بھی یہی تفسیر کی ہے اور دیگر قرائن بھی اس کے مؤید ہیں۔(61)

نبی کریم a کے تین سے کم افراد کا سریہ بھیجنے کی نہی کی تاویل انہوں نے یہ کی کہ یہ حدیث مسلمانوں پر شفقت کے طور پر تھی نہ کہ دین میں یہ مکروہ ہے یا یہ کہ اس سے مراد فضیلت کا بیان ہے۔(62)

یہ دونوں مثالیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ امام محمد لفظ کو اس کے ظاہر سے پھیرنے کے جواز کے قائل تھے جبکہ اس کی مقتضی کوئی دلیل موجود ہو۔

6...... نسخ

امام محمد بن حسن کے واضح اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ نسخ کے جواز اور وقوع کے قائل تھے۔ اور یہ کہ بعد والی دلیل پہلے والے دلیل کو منسوخ کر دیتی ہے دلیل متقدم کتاب اللہ ہو یا سنت اور انہوں نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

"والمتاخر یکون ناسخاللمتقدم" (63)

یعنی دلیل متاخر دلیل متقدم کے لیے ناسخ بنتی ہے۔

نسخ کے متعلق ان کے چند اصولی آثار حسب ذیل ہیں۔

(أ)ان کا یہ فرمانا کہ رمضان کے روزے عاشوراء کے روزوں کے وجوب کے لیے ناسخ ہیں۔(64)

(ب)انہوں نے یہ حدیث ذکر کی "لوکان لابن آدم وادیان۔۔۔۔۔۔"

اس کے بعد فرمایا:

"و قیل ھذا مماکان یتلی فی القرآن فی سورۃ یونس فی الرکوع الثانی أوالثالث ثم انتسخ تلاوتہ وبقیت روایتہ" (65)

(حدیث سورہ یونس کے دوسرے یا تیسرے رکوع کا حصہ تھی جس کی تلاوت کی جاتی تھی پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی اور روایت باقی رہی۔)

(ج)ایک جگہ پر فرمایا ہے

"ومارووا اقد انتسخ بماروی أنّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کوی سعد بن معاذ1 بمشقص(66)

(د) اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

"فَإِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَآءً" (67)

کے متعلق امام محمد نے لکھا کہ یہ منسوخ ہے۔(68)

4......اجتہاد سے متعلق اصولی آثار

جب کتاب اللہ اور سنت میں نص نہ ہو تو امام محمد اجتہاد کی مشروعیت کے قائل ہیں۔امام محمد کی فقہی کتب کا مطالع کرنے والے پر یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ان کی کتب کا ایک بڑا حصہ تعلیل بالاجتہاد پر قائم ہے، انہوں نے متعدد مقامات پر "فأری" اور "ولانری" وغیرہ عبارات کے ساتھ اعتماد علی الرائے کی تصریح فرمائی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے کئی جگہ پہ ظن غالب پر عمل کے جواز کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے اور اس بات کی طرف بھی کہ حاکم کے لیے جائز ہے کہ احکام کی بنیاد ظن غالب پر رکھے اور ظن غالب کو وہ بارہا"أکبر الرأی" کے الفاظ سے تعبیر فرماتے ہیں۔(69)

5...... ترجیح سے متعلق آثار اصولیہ

امام محمد بہت سی جگہ ترجیح کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔وہ مختلف اقوال میں سے ایک کو ترجیح دیتے ہیں۔اور یہ ترجیح قوتِ دلیل کی وجہ سے ہوتی ہے۔

بشمول صحابہ کرامn کے اقوال کے تمام اقوال متعارضہ میں ان کا یہی طریق کار رہا ہے اس کی چند مثالیں یہ ہیں۔

(أ)جب یہ بات ذکر فرماچکے کہ مکاتب جب مرجائے اور اور ابھی کچھ بدل کتابت موجود ہو تو اس کے مال سے یہ مکاتبت کا بقیہ حصہ وصول کیا جائے گا پھر جو بچے گا میراث ہوگا، تو اس کے بعد فرمایا:

"وقول عبد اللہ وعلی ابن ابی طالب رضی اللہ عنھما فی ھذا أحب إلینا وبہ نأخذ فی الموت فأمّا أذا کان حیّاً فقول زید رضی اللہ عنہ نأخذ بہ" (70)

"حضرت عبد اللہ اور حضرت علی o کا قول ہمارے ہاں پسندیدہ ہے اور وفات کی صورت میں ہم اس کو لیں گے اور زندہ ہونے کی صورت میں حضرت زید 1کا فرمان لیں گے۔"

(ب) جب زوجہ مفقود کے بارے میں حضرت عمر اور حضرت علی o کے اقوال ذکر فرماچکے اور حضرت علی 1جو کہ قاضی بھی تھے کے قول کو ترجیح دے دی یعنی جب تک شوہر کی طلاق یا وفات کی خبر نہ آجائے وہ عورت آگے نکاح نہ کرے تو اس کے بعد فرمایا:

"وھذا أحبّ القولین إلینا و أشبہما بالکتاب والسنۃ" (71)

یعنی یہ قول دونوں قولوں میں ہمارے ہاں پسندیدہ اور کتاب و سنت کے زیادہ مشابہ ہے۔

(ج) ان کا یہ فرمان

"قد اختلف الناس فی التکبیر فی العیدین فما اخذت بہ فھو حسن، وأفضل ذالک عندنا ماروی عن ابن مسعود أنہ کان یکبر فی کل عید تسعا" (72)

"عیدین کی تکبیرات میں لوگوں کا اختلاف ہوا ہے، جو ہم نے لیا ہے وہ بہتر ہے، اور ہمارے نزدیک ان مذاہب میں افضل وہ ہے جو حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ وہ ہر عید میں نو تکبیریں کہتے تھے۔"

امام محمد نے اس کے علاوہ اور عبارات سے ترجیح کو تعبیر فرمایا مثلاً

"ھذا أحسن القولین"

"والأظھر ھو القول الأول"

"ھذا الحدیث أرفق بالناس"

"وھو الأصح"

"أرجح ھذا القول"

اور یہ تعبیرات امام محمد کی کتب کے ورق ورق پر قاری کو نظر آتی ہیں۔

حاصل کلام:

امام محمد کی کتب سے اصولی آثار کے یہ چند نقوش زینت قرطاس ہیں جو یقیناً علم اصول فقہ کے تحریری سرمائے میں ایک نمایاں مقام کے حامل ہیں۔ اور اس باب کے کافی ووافی شواہد ہیں کہ ائمہ حنفیہ کے فروع وجزئیات سے ماخوذ اصول اور ان کے فوائد اپنی جگہ مسلم ہیں لیکن ائمہ احناف کے ہاں اصول فقہ بطور علم نہ صرف موجود تھا بلکہ ان کے منہج اجتہاد واستنباط میں ان کے زیر استعمال بھی تھا اور الرسالۃ جیسی مہتم بالشان اور مرتب وجامع کتاب علم اصول فقہ کے اسی ارتقائی سفر کے نتیجے میں منصہ شہود پر آئی۔

☆......☆......☆......☆......☆

مصادر وحواشی

(1) ابن الندیم، محمد بن إسحاق، أبو الفرج الندیم، الفہرست، بیروت، دار المعرفۃ، 1978ء، ص:286

(2) بصری، ابو الحسین، محمد بن علی بن طیب المعتزلی، المعتمد فی أصول الفقہ، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1403ھ، ج:2، ص:366

(3) ڈاکٹر حمید اللہ، خطبات بہاولپور، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ص:111

(4) صفوان داؤدی، أصول الفقہ قبل التدوین، جدۃ، دار الاندلس الخضراء، 1403ھ، ص:39

(5) الفہرست، ص:287

(6) http://academic.ju.edu.jo/a.Hassonah/lists/ThesesDissertationsSupervision/lists

(7) شیبانی، محمد بن الحسن بن فرقد، ابو عبد اللہ، المبسوط، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، 1410ھ/1990ء، ج:3، ص:43-167

(8) الفہرست، ص:287

(9) شیبانی، محمد بن الحسن بن فرقد، ابو عبد اللہ، السیر الکبیر، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1427ھ، ج:1، ص:105، و ج:3، ص:979

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.2 2021

(10)شیبانی، محمد بن الحسن بن فرقد، ابو عبد اللہ، المبسوط، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، 1410ھ/1990ء، ج:2، ص:218

(11)السیر الکبیر، ج: 1، ص:104، ، ج:2، ص:414

(12)شیبانی، محمد بن الحسن بن فرقد، ابو عبد اللہ، الموطأ، دمشق، دار القلم، 1413ھ، ج:1، ص:51 والمبسوط، ج:3، ص:69 والسیر الکبیر، ج:3، ص:1022

(13)شیبانی، محمد بن الحسن بن فرقد، ابو عبد اللہ، الحجۃ علی اہل المدینۃ، بیروت، عالم الکتب، 1403ھ/1983ء، ج:2، ص:622

(14) المبسوط، ج:2، ص:309

(15) المبسوط، ج:1، ص:166

(16) السیر الکبیر، ج:1، ص:212

(17) الحجۃ علی آہل المدینۃ، ج: 1، ص:34

(18) السیر الکبیر، ج:4، ص:1207

(19)شیبانی، محمد بن الحسن بن فرقد، ابو عبد اللہ، الاکتساب فی رزق المستطاب، دمشق، دار القلم، 1400ھ، ص:101

(20) المصدر نفسہ، ص:108

(21) الموطأ، ج:1، ص:355

(22) الحجۃ علی آہل المدینۃ، ج: 2، ص:443

(23)السیر الکبیر، ج:3، ص:886

(24) المبسوط، ج:1، ص:715

(25) الحجۃ علی آہل المدینۃ، ج:4، ص:155

(26)المصدر نفسہ، ج:1، ص:60

(27)المصدر نفسہ، ج:1، ص:359

(28)المصدر نفسہ، ج:3، ص:255

(29)المصدر نفسہ، ج:4، ص:365

(30) المصدر نفسہ، ج:4، ص:514

(31)الاکتساب فی رزق المستطاب، ص:321

(32) الحجۃ علی آہل المدینۃ، ج:2، ص:226

(33) الموطأ، ج:1، ص:431

(34) الحجۃ علی آہل المدینۃ، ج:1، ص:49، 59

(35)المبسوط، ج:1، ص:60، 67

(36) الحجۃ علی آہل المدینۃ، ج: 4، ص:231

(37) الحجۃ علی آہل المدینۃ، ، ج:3، ص:1

(38) مصدر سابق

(39) السیر الکبیر، ج:1، ص:169، 170

(40)المصدر نفسہ، ج:2، ص:583

(41) الحجۃ علی آہل المدینۃ، ج:1، ص:204

(42) الاکتساب فی رزق المستطاب، ص:71

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

(43)المصدر نفسہ،ص:34

(44)المصدر نفسہ،ص:44

(45)المصدر نفسہ،ص:91

(46)المصدر نفسہ،ص:101

(47) المصدر نفسہ،ص:39

(48) التوبۃ9: 111

(49) الاکتساب فی رزق المستطاب،ص:39

(50)الجمعۃ62: 10

(51) الاکتساب فی رزق المستطاب،ص:39

(52التوبۃ9: 111

(53) الاکتساب فی رزق المستطاب،ص:39

(54)المصدر نفسہص:32

(55) طٰہٰ 20:231

(56) الاکتساب فی رزق المستطاب،ص:40

(57) السیر الکبیر،ج:4،ص:1428

(58) الحجۃ علی أہل المدینۃ،ج:4،ص:115

(59) الاکتساب فی رزق المستطاب،ص:54،53

(60) الذاریات51: 22

(61) الاکتساب فی رزق المستطاب،ص:42

(62) السیر الکبیر،ج:1،ص:70

(63) الاکتساب فی رزق المستطاب،ص:58

(64) الموطأ،ج:2،ص:220

(65)المصدر نفسہ،ج:1،ص:16

(66)المصدر نفسہ،ج:1،ص:128

(67) محمد74: 4

(68) السیر الکبیر،ج:3،ص:1025

(69) المصدر نفسہ،ج:2،ص:622

(70) المبسوط،ج:6،ص:257

(71) الحجۃ علی أہل المدینۃ،ج: 4،ص:58

(72) الموطأ،ج:1،ص:349